***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of the Jurisprudential Distinction of Fatawa Haqqaniyyah and the Intellectual Methodology and Style of its Compilers.

فتاویٰ حقانیہ کا فقہی امتیاز اور مرتبین کے فکری منہج و اسلوب کا تحقیقی جائزہ

Muhammad Abu Bakar Saqi
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore
abubakarsaqi@gmail.com
Dr. Mohammad Naveed Iqbal
Assistant professor, Imperial College of Business Studies, Lahore.

ABSTRACT
The The credit for a monumental juristic achievement such as Fatawa-e-Haqaniyyah rightfully belongs to a great religious, scholarly, and spiritual institution that has rendered invaluable services to the disciplines of Islamic jurisprudence, fatwa writing, and religious guidance in the Indian subcontinent. Fatawa-e-Haqaniyyah is not merely a compilation of legal verdicts; rather, it represents the continuity of the subcontinent's juristic and scholarly tradition, reflects the refined academic temperament of the elders of Deoband, and stands as a mirror of the scholarly grandeur of Darul Uloom Haqqania, Akora Khattak.An introduction to this juristic encyclopedia is inseparably linked with the history of the religious and scholarly institution whose foundation was laid in 1947 by Shaykh 'Abdul Haqq Haqqan (رحمہ اللہ) This institution is a true manifestation of its founder's sincerity, piety, intellectual insight, and juristic mastery. Since its establishment, Darul Uloom Haqqania has attained a distinguished position in the scholarly and juristic landscape of the subcontinent that requires no formal introduction. From its halls emerged men of distinction who left indelible marks in the fields of teaching and instruction, iftā' (fatwa issuance), authorship and compilation, and the moral and spiritual reform of the Ummah.Among these distinguished personalities are the eminent students and scholarly successors of Hazrat Mawlana 'Abdul Haqq (رحمہ اللہ), most notably Mufti Mahmood (رحمہ اللہ), followed by such towering figures as Mufti Nizamuddin Shamzai (رحمہ اللہ), Mufti Muhammad Shafi' (رحمہ اللہ), and Mufti Muhammad Yusuf Banuri (رحمہ اللہ). These luminaries, drawing upon the principles of Hanafi jurisprudence, transformed the practice of fatwa writing into a structured, systematic, and highly developed scholarly discipline. Special attention has also been given in Fatawa-e-Haqaniyyah to juristic issues that have emerged in the modern era. This collection includes contemporary fatwas issued by the Dar al-Ifta of Jamia Darul Uloom Haqqania, many of which had previously been published in the monthly journal Al-Haqq. These modern legal verdicts have been systematically incorporated into the relevant chapters in accordance with their thematic relevance, so as to preserve the encyclopedic nature of the work and ensure its harmony with contemporary needs.This scholarly methodology serves as clear evidence that Fatawa-e-Haqaniyyah is not merely a reflection of traditional juristic scholarship, but also an effective guide for addressing modern challenges through sound intellectual and Shar'i solutions. In this way, it provides the reader

with practical and relevant juristic guidance that corresponds to the demands and complexities of the present age.

Keyword: *Fatawa Haqqaniyya, Jurisprudential Methodology, Style, Scholars, And the Scholarly Influence of Abdul Haqqani*

تعارفِ موضوع

فتاویٰ حقانیہ جیسے عظیم فقہی کارنامے کا سہرا ایک عظیم دینی، علمی اور روحانی ادارے کے سر سجا ہوا ہے، جس نے برصغیر پاک و ہند میں علمِ فقہ، فتویٰ نویسی اور دینی رہنمائی کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ''فتاویٰ حقانیہ'' محض فتاویٰ کا ایک مجموعہ نہیں بلکہ یہ برصغیر کی فقہی و علمی روایت کا تسلسل، اکابرِ دیوبند کے علمی ذوق کی جھلک اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی علمی عظمت کا آئینہ دار ہے۔اس فقہی انسائیکلوپیڈیا کا تعارف دراصل اُس دینی و علمی ادارے کی تاریخ سے جڑا ہے جس کی بنیاد شیخ عبد الحق حقانیؒ نے ۱۹۴۷ء میں رکھی۔ یہ ادارہ اپنے بانی کے اخلاص، تقویٰ، علمی بصیرت اور فقہی تبحر کا مظہر ہے۔ دارالعلوم حقانیہ نے اپنے قیام سے لے کر آج تک برصغیر کی علمی و فقہی دنیا میں جو مقام حاصل کیا ہے، وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہاں سے وہ رجالِ کار نکلے جنہوں نے درس و تدریس، افتاء، تصنیف و تالیف، اور اصلاحِ امت کے میدانوں میں ناقابلِ فراموش نقوش چھوڑے۔ انہی رجال میں سے ایک ممتاز نام حضرت مولانا عبد الحقؒ کے شاگردِ رشید اور علمی جانشین مفتی محمودؒ اور ان کے بعد مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مفتی محمد شفیعؒ، اور مفتی محمد یوسف بنوریؒ جیسے اکابر کا ہے جنہوں نے فقہِ حنفی کی روشنی میں فتویٰ نویسی کو ایک منظم علمی فن بنا دیا۔

دار العلوم حقانیہ کا سببِ قیام

1947ء میں تقسیم ہند کے طوفانی حالات اور سماجی ابتری کے درمیان، حضرت مولانا عبد الحق حقانیؒ نے اپنے آبائی علاقے اکوڑہ خٹک میں ایک علمی مرکز قائم کرنے کا عظیم فریضہ قبول کیا۔ اس کٹھن دور میں جہاں معاشرتی انتشار عام تھا، انہوں نے دین کی تعلیم اور طلبہ کی تربیت کے لیے ایک جامع درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ اس اقدام کا مقصد نہ صرف دین کی بقا اور علم کی حفاظت تھا بلکہ ایک ایسا ادارہ قائم کرنا بھی تھا جہاں نوجوان علمی اور روحانی تربیت حاصل کر کے اپنی امت کی خدمت کر سکیں۔ یہ سببِ قیام فکری بصیرت اور عملی حکمت کا روشن نمونہ تھا جس نے دار العلوم حقانیہ کو علمی و روحانی مرکز کی حیثیت دی۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> سنہ 1947ء میں اپنے آبائی علاقے اکوڑہ خٹک تشریف لائے، اور تقسیمِ ہند کے ہنگاموں اور بدامنی کے باعث واپسی ممکن نہ رہی تو اپنے علاقے کی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔[1]

حضرت مولانا عبد الحق حقانیؒ کی جانب سے اکوڑہ خٹک میں دار العلوم حقانیہ کا قیام ایک دوراہے پر سامنے آیا جہاں برصغیر کی تقسیم نے مسلم معاشرے کو شدید بحران سے دوچار کیا تھا۔ اس وقت نہ صرف سیاسی و سماجی حالات کشیدہ تھے بلکہ دینی و تعلیمی ادارے بھی اپنی بقاء کے لیے کوشاں تھے۔ ایسی صورت میں آپؒ نے نہ صرف اپنی ذاتی مشکلات کے باوجود تعلیم و تربیت کا بیڑہ اٹھایا بلکہ ایک ایسا تعلیمی ادارہ قائم کیا جو مذہبی و علمی اعتبار سے مستقل اثرات کا حامل ہوا۔ اس قیام نے علاقے میں دینی تعلیم کو فروغ دیا، طلبہ کی علمی استعداد میں اضافہ کیا اور معاشرتی بگاڑ کے خلاف ایک مضبوط علمی تحریک کا آغاز کیا۔ یہ ادارہ آج بھی ان کے وژن اور فکر کا زندہ ثبوت ہے، جو علمی استقامت اور دینی خدمت کے اعلیٰ معیار کی نمائندگی کرتا ہے۔

فتاویٰ اور تحقیقی خدمات

دارالعلوم حقانیہ کا دارالافتاء ملک میں دینی مسائل کے حل کا ایک معتبر ادارہ ہے۔ یہاں کے مفتیان کرام احکام شریعت کی روشنی میں مسائل کا جواب دیتے ہیں۔ فتاویٰ حقانیہ کے مجموعے میں مفتیان کے ہزاروں فتاویٰ محفوظ ہیں جو علمی اعتبار سے انتہائی معتبر اور مستند ہیں۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے نہ صرف علمی بلکہ سماجی اور دینی شعور کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہاں سے فارغ التحصیل علماء کرام ملک کے مختلف خطوں میں تبلیغ، تعلیم، اور دینی اصلاح کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس کا اثر وسیع تر سطح پر محسوس کیا جاتا ہے۔[2]

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی افادیت اور علمی خدمات کا چرچا بہت کم عرصے میں چار سو ہونے لگا۔ ملک کے کونے کونے سے دینی علوم کے شائقین اور طلبہ تحصیل علم کے لیے اس جامعہ کو منتخب کرتے اور یہاں آ کر مستفید ہوتے

---

[1] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،4/1

[2] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،ج1،ص5

رہے۔ اسی طرح عوام الناس میں دین کا درد رکھنے والے حضرات خط و کتابت، سوال و جواب، استفتاء و افتاء کے ذریعے اپنے مسائل کے حل کے لیے جامعہ حقانیہ سے رجوع کرنے لگے۔

دارالعلوم حقانیہ کا فقہی کردار

دارالعلوم حقانیہ نے دینی علوم کے فروغ میں جس متحرک کردار کا مظاہرہ کیا، اس کا دائرہ صرف تعلیمی تدریس تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے فقہی علوم کی اشاعت، تحقیق اور تصنیف کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

فقہ کی اشاعت و ترویج

فتاویٰ حقانیہ کے آغاز میں وسائل کی کمی اور محدود طباعتی سہولیات کے باوجود یہ دینی علوم کے اہم حوالہ جات اور فقہی کتابوں کی تدوین و اشاعت کا مرکز بنا، جہاں محققین و مفتیان کرام نے دین کی صحیح تشریح و ترویج کے لیے بے مثال علمی کاوشیں کیں۔ اس بابرکت خدمات نے نہ صرف علمی ورثے کو محفوظ کیا بلکہ امت کی فقہی ضرورتوں کو پورا کرنے میں بھی گراں قدر کردار ادا کیا۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:

> دارالعلوم حقانیہ نے جہاں دینِ اسلام کے دیگر شعبوں میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، وہیں شعبۂ نشر و اشاعت اور تصنیف و تالیف میں بھی وسائلِ طباعت کی کمی کے باوجود نہایت مفید اور بابرکت کام کیا ہے۔[3]

فقہِ حنفی کی روشنی میں دارالعلوم حقانیہ کا علمی اور فقہی کردار نہایت معتبر اور تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ اس ادارے نے نہ صرف روایتی فقہی مسائل کا حل فراہم کیا بلکہ جدید دور کے نئے مسائل کو بھی شرعی اصولوں کی روشنی میں تحلیل کیا۔ تصنیف و تالیف اور اشاعت کے شعبے میں مشکلات کے باوجود دارالعلوم حقانیہ نے مستند کتابوں کی اشاعت کو یقینی بنایا، جو طلبہ، علماء اور مفتیانِ کرام کے لیے علمی رہنمائی کا ذریعہ بنی۔ اس علمی جدوجہد میں ادارے کے مفتیان کرام نے نہ صرف استنباطِ احکام کا معیار بلند کیا بلکہ اجتہادی روح کو بھی پروان چڑھایا۔ یوں دارالعلوم حقانیہ نے فقہ کی خدمت کو دین کی خدمت کے مترادف سمجھ کر ایک متحرک علمی پلیٹ فارم قائم کیا جو آج بھی امت کی دینی رہنمائی میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔

شعبہ دارالافتاء کی تشکیل

جامعہ حقانیہ نے اپنی ابتدا ہی میں مختلف شعبے قائم کیے، جن میں تبلیغ دین اور اشاعت علم کے شعبے شامل تھے۔ اسی طرح دارالافتاء کا ایک اہم ترین شعبہ بھی قائم کیا گیا، جو عوام و خواص دونوں کے لیے قابل اعتماد مرکز بن گیا۔ نہ صرف ملک کے مختلف حصوں سے بلکہ دنیا بھر سے علماء، سکالرز اور وکلاء حضرات بھی اپنے مسائل کے حل کے لیے اس دارالافتاء سے رجوع کرتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق"فتاویٰ حقانیہ کی تاریخ اور فقہی خدمات" میں لکھتے ہیں:

> عوام کے علاوہ دارالافتاء میں علماء و فاضل حضرات اپنے ذاتی تنازعات اور جھگڑوں کے حل کے لیے بھی رجوع کرتے ہیں۔ جامعہ کے اس شعبے سے کیے گئے فیصلے بلا چون و چرا قبول کیے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ ابتداء سے آج تک بلا توقف جاری ہے۔ دارالافتاء ایک بنیادی عدالت کی طرح کام کرتا ہے جہاں فیصلے کروانے والوں کی ہجوم موجود رہتی ہے۔

دارالافتاء سے جاری کیے جانے والے جوابات اور فتوے جامعہ کے اکابر اساتذہ کی مشاورت اور تصدیق کے بعد پیش کیے جاتے ہیں، خصوصاً رئیس دارالافتاء کی نظر ثانی و منظوری کے بعد۔ یہی وجہ ہے کہ دارالافتاء پر عوام و خواص دونوں کا بھرپور اعتماد قائم ہے اور یہاں سے صادر ہونے والے فتوے علمی اور دینی معیار کے عین مطابق ہوتے ہیں۔

فقہی ماہنامہ کی اشاعت

دارالعلوم حقانیہ نے علمی خدمات کو مزید فروغ دینے کے لیے 37 سال قبل ماہنامہ ''الحق'' کا آغاز کیا، جو ایک معتبر اور مستند دینی و فقہی جریدہ بن چکا ہے۔ یہ ماہنامہ مختلف فقہی مسائل، دینی رہنمائی، جدید دور کے چیلنجز، اور امت کے اہم فکری موضوعات پر روشنی ڈالتا ہے۔ ''الحق'' نے علمی حلقوں میں ایک قابلِ اعتماد مرجع کا مقام حاصل کیا ہے جہاں مفتیان کرام اور علماء اپنے فتاویٰ، تحقیقی مضامین، اور دینی مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ مولانا محمد اکرم کاشمیری"دارالعلوم حقانیہ: علمی تاریخ اور خدمات" میں لکھتے ہیں:

> ''الحق'' کے نام سے ایک موقر اور علمی ماہنامہ تقریباً 37 برس سے جاری ہے۔[4]

ماہنامہ ''الحق'' کی اشاعت دارالعلوم حقانیہ کی علمی ذمہ داری اور فکری خدمت کا مظہر ہے۔ اس نے نہ صرف دینی علوم کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا بلکہ فقہ حنفی کی تشریح و توضیح میں بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ معاصر مسائل کے شرعی حل، مستند فتاویٰ، اور علمی تبصرے اس ماہنامے کو عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق ایک

---

[3] شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ،شیخ عبد الحق حقانی کی حیات و خدمات ، ص42

[4] کاشمیری، محمد اکرم، دارالعلوم حقانیہ: علمی تاریخ اور خدمات، ص18

جامع پلیٹ فارم بناتے ہیں۔ یوں ''الحق'' دارالعلوم حقانیہ کی علمی میراث کو زندہ رکھنے اور نئے فکری ذخائر فراہم کرنے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

فتاویٰ حقانیہ کا فقہی امتیاز

علوم فقہ میں فتاویٰ حقانیہ کو وہ درجہ حاصل ہے جس سے متعلق حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم حقانیہ کی فتاویٰ حقانیہ کی خدمات کو دیکھتے ہوئے اسے "دیوبند ثانی" کا لقب عطا کیا، جو اس ادارے کی علمی و دینی خدمات اور عوامی مقبولیت کا آئینہ دار ہے۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:

> یہ درس و تدریس کا آغاز مسجد کے اندر شہتوت کے درخت کے نیچے ہوا، جہاں قلیل تعداد میں شاگرد اکٹھے ہوئے۔ یہاں سے علمی سفر شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس درسگاہ نے ایک جامع اسلامی تعلیمی ادارے کی شکل اختیار کی۔ اس عمل میں اخلاص اور للہیت کی برکت کا نمایاں کردار تھا۔[5]

دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد اور ترقی دارالعلوم دیوبند کی طرز پر ہوئی ہے۔ دیوبند کی تاسیس بھی ایک چھوٹی مسجد میں انار کے درخت کے نیچے شروع ہوئی، اور وہاں محمود معلم و محمود معظم کے زیر نگرانی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ دونوں اداروں کی ترقی اور شہرت میں نیت، اخلاص اور للہیت کی اہمیت رہی، جس کے سبب یہ ادارے دینی علوم کے بڑے مراکز میں شمار ہونے لگے۔

فتاویٰ حقانیہ کا علمی مقام اور عوامی اثر

فتاویٰ حقانیہ نے نہ صرف علاقے بلکہ ملک بھر میں دینی تعلیم کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس جامعہ کو "دیوبند ثانی" کا لقب دیا، جو اس کی علمی خدمات اور عوام میں مقبولیت کی دلیل ہے۔ آج دارالعلوم حقانیہ کئی علمی شعبوں، تدریس، تحقیق، اور فتوٰیٰ کے میدان میں فتاویٰ حقانیہ اپنی پہچان رکھتا ہے۔ مولانا محمد اکرم کاشمیری"دارالعلوم حقانیہ: علمی تاریخ اور خدمات" میں لکھتے ہیں:

> دارالعلوم حقانیہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید علماء نے تدریس و تحقیق کے ساتھ ساتھ فتاویٰ حقانیہ کےفتوٰیٰ نویسی میں خدمات انجام دیں۔ ان کے شاگرد آج ملک کے مختلف حصوں میں علمی و دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کے اساتذہ کی محنت اور لگن نے ادارے کو علمی بلندیوں تک پہنچایا ہے۔[6]

دارالعلوم حقانیہ میں تدریسی نظام جامع اور منظم ہے، جہاں فقہ، حدیث، تفسیر، کلام، اصول فقہ، اور دیگر دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نصاب میں کلاسیکی کتب کی تدریس کے ساتھ جدید دور کے مسائل اور فتوٰیٰ نویسی کی تربیت بھی شامل ہے، تاکہ طلباء علم و عمل دونوں میں مہارت حاصل کریں۔

مرتبین فتاویٰ حقانیہ کا اختصاصی تعارف

جدید ترتیب کا آغاز سال 1992 میں ہوا، اور اگلے تین سے چار سالوں میں فتاویٰ کے مدون دفاتر کا تقریباً نصف حصہ تخریج، تحقیق، ترتیب اور حوالہ جات کی تکمیل کے ساتھ مکمل کیا گیا۔ یہ کام شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کے تحت ہوا جہاں مختلف طلباء کو اس کا حصہ مقالہ جات کی صورت میں تفویض کیا گیا۔ مولانا مفتی محتار اللہ حقانی کی نگرانی میں ان طلباء نے بھرپور محنت سے تخریج کے کام کو آگے بڑھایا، جن میں قابل ذکر یہ ہیں:

حضرت مولانا مفتی محتار اللہ
حضرت مولانا مفتی محمد یوسفؒ
حضرت مولانا مفتی محمد فرید
حضرت علامہ مولانا عبد الحلیم زرو بوی
حضرت مولانا مفتی محمد علی سواتی
حضرت مولانا مفتی قاضی انوار الدین
حضرت مولانا عبد الحلیم کوہستانی
حضرت مولانا محمد باروت
حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن
حضرت مولانا مفتی سیف اللہ ہاشم خان
حضرت مولانا مفتی عبد الحلیم کلاچوی
حضرت مولانا عبد الحق قند با روی
حضرت مولانا مفتی محبوب الر حمن
حضرت مولانا مفتی رشید احمد

---

[5] شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ،شیخ عبد الحق حقانی کی حیات و خدمات ، ص42

[6] کاشمیری، محمد اکرم، دارالعلوم حقانیہ: علمی تاریخ اور خدمات،ص17

حضرت مولانا مفتی غلام قادر نعمانی
حضرت مولانا حافظ محمد براہیم فانی

فقہی مصادر کتاب سے استفادہ

حضرت مولانا عبد الحق حقانیؒ اپنی فقہی تحقیق و استنباط میں فقہِ حنفی کی معیاری اور معتبر کتب سے خاص استفادہ کرتے تھے۔ بدائع الصنائع، الہدایہ، اور ردّ المحتار جیسی کتب ان کے علمی ذخیرے کا بنیادی حصہ تھیں، جن سے وہ نصوص اور فقہی دلائل حاصل کر کے اپنے فتاویٰ کی بنیاد مضبوط کرتے۔ ان مصادر کی روشنی میں آپ نے فتاویٰ کو فقہی اصولوں اور مستند دلائل کے ساتھ تیار کیا، تاکہ فتویٰ نہ صرف دینی اعتبار سے مستند ہو بلکہ عملی زندگی میں بھی قابلِ قبول اور قابلِ اطلاق ہو۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:

فتویٰ لکھتے وقت آپ فقہِ حنفی کی مشہور و معتمد کتب بدائع الصنائع، الہدایہ، اور ردّالمحتار سے استفادہ فرمایا کرتے تھے۔[7]

فقہی مصادر کی یہ دقیق انتخاب اور ان سے استفادہ حضرت عبد الحقؒ کی علمی بصیرت اور فقہی مہارت کی علامت ہے۔ بدائع الصنائع، الہدایہ اور ردّ المحتار فقہ حنفی کے بڑے اور معتبر مراجع ہیں جن میں اصول، قواعد، اور تفصیلی مسائل کا مفصل ذکر موجود ہے۔ ان کتب کی مدد سے حضرت عبد الحقؒ نے اپنے فتاویٰ میں نہ صرف فقہی یکسانیت قائم رکھی بلکہ نئے مسائل کے جواب بھی ان اصولوں کی روشنی میں دیے۔ اس طرح کے علمی روایات کی پیروی نے فتاویٰ حقانیہ کو فقہی دائرے میں مستند اور قابلِ اعتماد مجموعہ بنایا، جو طلبہ اور مفتیانِ کرام کے لیے مشعل راہ ہے۔

افراط و تفریط کا لحاظ

حضرت مولانا عبد الحق حقانیؒ کی علمی بصیرت کا ایک اہم پہلو افراط و تفریط سے اجتناب اور اعتدال پسندی کا درس تھا۔ تصوف اور فقہی مذاہب کے درمیان وحدت اور اتفاق پر ان کا واضح مؤقف امت مسلمہ میں فکری اتحاد کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ آپ نے تصوف کے مختلف سلاسل کو ایک ہی روحانی سرچشمے کی مختلف شاخیں قرار دیا اور فقہی مذاہب کو بھی اسی روشنی میں دیکھا۔ اس نظریہ سے اختلافات کو فکری اور عملی اختلافات کی حد تک محدود کرنے کی دعوت دی گئی تاکہ امت میں انتشار اور فرقہ واریت کا خاتمہ ہو۔ مولانا محمد اکرم کاشمیری"دارالعلوم حقانیہ: علمی تاریخ اور خدمات" میں لکھتے ہیں:

> ایک مرتبہ ایک صاحب نے تصوف کے سلاسل کے بارے میں سوال کیا تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا:
>
> "سلسلۂ قادریہ اور سلسلۂ چشتیہ ایک ہی تالاب کی دو نہریں ہیں۔ دونوں کا مخزن اور مرکز ایک ہے، پانی ایک ہی ہے، صرف راستے جدا جدا ہیں۔ دوسرے سلاسلِ تصوف اور فقہی مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ حنفیّت، حنبلیّت اور مالکیّت سب ایک ہی سرچشمے سے سیراب ہوتے ہیں۔ مقصد سب کا ایک ہے، فرق صرف طریقِ کار میں ہے۔ بعض لوگ دانستہ طور پر تصوف کے ان سلاسل اور فقہی مذاہب کو فرقہ واریت کا رنگ دے کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔"[8]

شیخ الحدیثؒ کا یہ بیان افراط و تفریط کی مذمت اور اعتدال کی اہمیت کی گہری عکاسی کرتا ہے۔ تصوف کے مختلف سلسلوں اور فقہی مذاہب کے باہمی تعلق کو ایک مشترکہ سرچشمے سے جوڑنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اختلافی نقطہ نظر کے باوجود امت میں اتحاد ممکن اور ضروری ہے۔ آپ کی نصیحت اس دور کے فکری انتشار اور فرقہ وارانہ رجحانات کے خلاف ایک عملی حکمتِ عملی ہے جو مسلمانوں کو یکجہتی اور بھائی چارے کی طرف راغب کرتی ہے۔ یہ اعتدال پسندی اور جامعہ نظریہ آج بھی امت کی فکری صحت اور استحکام کے لیے انتہائی اہم ہے۔

جامع اور سادہ جوابات

حضرت مولانا عبد الحق حقانیؒ کے فتاویٰ کی ایک نمایاں خوبی ان کا سادہ، جامع اور آسان الفاظ میں مسائل کا حل پیش کرنا تھا۔ آپ اس بات کو بہت اہمیت دیتے تھے کہ فتویٰ عام عوام تک پہنچے اور ہر قاری اسے بآسانی سمجھ سکے۔ اسی لیے آپ نے پیچیدہ اصطلاحات اور مبہم جملوں سے گریز کیا اور واضح، مختصر مگر مدلل جوابات تحریر فرمائے۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> حضرت کے فتاویٰ کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ آپ مسائل کے جوابات نہایت سادہ، جامع اور آسان الفاظ میں تحریر فرماتے، تاکہ عام قاری بھی آسانی سے سمجھ سکے۔ ساتھ ہی آپ حوالہ جات کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے تاکہ کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔[9]

---

[7] شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ،شیخ عبد الحق حقانی کی حیات و خدمات ، ص44

[8] کاشمیری، محمد اکرم، دارالعلوم حقانیہ: علمی تاریخ اور خدمات، ص26

[9] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،ج1،ص7

حضرت کی اس علمی حکمت نے فتاویٰ حقانیہ کو ہر طبقے کے لیے قابلِ فہم اور قابلِ عمل بنایا۔ اس کے ساتھ آپ کے حوالہ جات کا خاص اہتمام فتویٰ کی مستند حیثیت کو مضبوط کرتا ہے اور فتوے کی قابلِ اعتمادیت کو بڑھاتا ہے۔ یہ روش نہ صرف علمی ذمہ داری کا مظہر ہے بلکہ امت کی فکری رہنمائی میں بھی موثر کردار ادا کرتی ہے۔ محمد اکرم کاشمیری نے ماہنامہ الحسن لاہور میں اس پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا کہ فتاویٰ حقانیہ میں سادگی اور وضاحت کے ساتھ فقہی دلیل کی مکمل موجودگی اسے ایک مثالی فقہی مجموعہ بناتی ہے۔

فتاویٰ حقانیہ کا فقہی منہج

منہج کا لغوی معنیٰ ہے راستہ ، طریقہ مسلک یہ لفظ قرآن مجید فرقانِ حمید میں بھی مذکور ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

- لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۔[10]

" ہم نے تم سب کے لیے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ۔"

علامہ ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں :

- "وطُرُقٌ نَهْجَةٌ، وسبيلٌ مَنْهَجٌ: كَنَهْجٍ"

" راستے پر پہنچنا،جیساکہ کہا جاتا ہے مَنْهَجٌ: كَنَهْجٍ راستہ اختیار کرنا ۔"

مندرجہ بالا عبارت میں علامہ ابنِ منظور الافریقی لکھتے ہیں کہ منہج سے مراد مسلک یا راستہ ہے ۔ ڈاکٹر شگفتہ جبین صاحبہ لکھتی ہیں :

> " منہج ، مسلک ،راستہ، طریقہ اور اصول کو کہتے ہیں اور اس کیلیے انگریزی میں لفظ Method استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے مراد اصول طریقہ کار جس کو کوئی مصنف اپنے علمی کام کے دوران استعمال کرتا یا ان کو ملحوظ رکھتا ہے، منہج کی دو اقسام ہیں خارجی منہج اور داخلی منہج۔ "[11]

فتاویٰ حقانیہ میں فقہی ابواب کی ترتیب میں قدیم فقہی روایات اور ترتیب کا خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ شریعت کی متواتر روایت اور علمی تسلسل برقرار رہے۔

فقہی ابواب کی قدیم ترتیب

فتاویٰ حقانیہ میں فقہی ابواب کی ترتیب میں قدیم فقہی روایات اور ترتیب کا خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ شریعت کی متواتر روایت اور علمی تسلسل برقرار رہے۔ اس قدیم ترتیب کی پابندی سے فقہی مسائل کو ان کی روایتی جگہ پر رکھا گیا ہے، جو قاری کو فقہی مباحث کی منطقی تفہیم اور تدریجی فہم میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:

> اگرچہ جدید مسائل پر توجہ دی گئی ہے، لیکن فقہی ابواب کو قدیم ترتیب کے مطابق رکھا گیا ہے تاکہ روایت اور ترتیب کی پابندی برقرار رہے۔ البتہ کتاب "الکراہیۃ" اور "البدعہ" کو بدعات و رسومات کے ساتھ ملایا گیا ہے تاکہ فتوے کے ضمن میں بدعات و رسوم کے مسائل بھی جامع انداز میں پیش کیے جا سکیں۔[12]

تاہم جدید ضرورتوں اور موضوعات کی جامعیت کے پیش نظر کتاب "الکراہیۃ" اور "البدعہ" کو بدعات و رسومات کے موضوعات کے ساتھ ملایا گیا ہے، تاکہ فقہی احکام کے دائرے میں شامل بدعات و رسوم کے مسائل بھی مربوط اور مکمل انداز میں زیر بحث آ سکیں۔ اس امتزاج سے فتاویٰ حقانیہ نہ صرف روایتی ترتیب کا پابند رہا بلکہ عصر حاضر کی پیچیدگیوں کا بھی بھرپور ادراک اور حل پیش کرنے والا علمی مجموعہ بن گیا۔

کتاب و ابواب بندی کی منظم ترتیب

فتاویٰ حقانیہ کی تدوین میں کتابوں اور ابواب بندی کی منظم ترتیب کو خاص طور پر مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہر کتاب کے اندر موجود ذیلی ابواب کو واضح اور جلی حروف (Bold) میں تحریر کیا گیا ہے تاکہ قاری کو عنوانات کی شناخت اور مسائل کی تلاش میں سہولت فراہم ہو۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:

> ہر کتاب میں موجود ذیلی ابواب کو واضح اور جلی حروف (Bold) میں تحریر کیا گیا ہے، تاکہ قاری کو عنوانات کے تحت مسائل کی تلاش میں آسانی ہو۔ ہر ذیلی باب کے تحت اس سے متعلقہ مسائل درج کیے گئے ہیں تاکہ ترتیب میں شفافیت اور جامعیت برقرار رہے۔[13]

ہر ذیلی باب کے تحت اس سے متعلقہ مسائل مرتب اور منظم انداز میں درج کیے گئے ہیں، جس سے علمی ترتیب میں شفافیت اور جامعیت قائم رہتی ہے۔ اس طریقہ کار سے نہ صرف مطالعہ آسان ہوتا ہے بلکہ قاری کو مسائل کی تفہیم میں

---

[10] المائدۃ48:5

[11] نعمۃ الباری کا منہج و اسلوب، ڈاکٹر شگفتہ جبین، دارلاسلام لاہور،ص58

[12] شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ،شیخ عبد الحق حقانی کی حیات و خدمات ،ص32

[13] شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ،شیخ عبد الحق حقانی کی حیات و خدمات ،ص34

بھی مدد ملتی ہے، کیونکہ وہ اپنے مطلوبہ موضوع تک جلد اور مؤثر طریقے سے پہنچ سکتا ہے۔ یوں فتاویٰ حقانیہ کی کتاب و ابواب بندی کا یہ منظم اسلوب علمی معیار اور قراءت کی سہولت کا بہترین امتزاج ہے۔

ضخامت فتاویٰ حقانیہ

فتاویٰ حقانیہ کی ضخامت اور جامعیت اس کے علمی معیار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تقریباً ساڑھے تین ہزار صفحات پر مشتمل یہ چھ جلدیں ہزاروں مسائل کے تفصیلی، عام فہم اور مدلل جوابات پر مشتمل ہیں۔ ہر جواب کو محققانہ انداز میں ترتیب دیا گیا ہے تاکہ قاری کو نہ صرف مسئلہ کی شرعی حیثیت سمجھ آئے بلکہ اس کا پس منظر اور استدلال بھی واضح ہو۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> فتاویٰ حقانیہ کی تقریباً ساڑھے تین ہزار صفحات پر مشتمل اِن چھ جلدوں میں ہزاروں سوالات کے جوابات نہایت عام فہم، مدلل اور محققانہ انداز میں دیے گئے ہیں۔ ان جوابات کی ترتیب و تحقیق میں جن امور کا خیال رکھا گیا ہے۔[14]

ان جوابات کی ترتیب و تحقیق میں خاص امور کا خیال رکھا گیا ہے، جن میں حوالہ جات کی مضبوطی، متعدد فقہی آراء کا ذکر، پیچیدہ مسائل کی سادہ زبان میں تشریح، اور فتاویٰ کی علمی جامعیت شامل ہیں۔ اس منظم اور تحقیقی منہج نے فتاویٰ حقانیہ کو ایک معتبر اور قابلِ اعتماد فقہی مرجع بنادیا ہے جو عصر حاضر کے فقہی مسائل کے حل میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مراجع و مصادر کا اہتمام

فتاویٰ حقانیہ میں مراجع و مصادر کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے تاکہ ہر فتویٰ کی سند و استناد مضبوط اور معتبر ہو۔ ہر مسئلے کے ساتھ اس کے دلائل اور فقہی کتبِ معتبر سے مستند حوالہ جات تفصیل سے درج کیے گئے ہیں، جس سے قاری کو نہ صرف فتویٰ کی شرعی صحت کا یقین ہوتا ہے بلکہ وہ تحقیق و استدلال کے عمل میں بھی خود کو شریک محسوس کرتا ہے۔ مولانا مظہر خان تونسوی لکھتے ہیں:

> ہر فتویٰ کے ساتھ اس کے دلائل اور فقہ کی معتبر کتب سے حوالہ جات درج کیے گئے ہیں، تاکہ قاری کے لیے تحقیق و استدلال کا دروازہ کھلا رہے۔[15]

یہ جامع حوالہ جاتی نظام علمی تحقیق کو فروغ دیتا ہے اور قاری کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ مزید گہرائی میں جا کر فقہی موضوعات کا مطالعہ اور تصدیق کر سکے۔ یوں مراجع و مصادر کی درست ترتیب اور انتخاب نے فتاویٰ حقانیہ کو ایک معتبر، تحقیقی اور مستند فقہی مجموعہ بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

نظم و ترتیب کی جامع ساخت

ہر کتاب میں ذیلی ابواب قائم کیے گئے ہیں اور ہر سوال کے ساتھ اس مسئلے کا واضح عنوان درج کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ہر جلد کی پشت پر اس میں شامل کتب کی فہرست بھی تحریر کی گئی ہے، تاکہ مطالعے میں آسانی پیدا ہو۔مولانا مظہر خان لکھتے ہیں :

> جدید دور میں پیدا ہونے والے فقہی مسائل کا بھی ایک معتدبہ حصہ اس مجموعے میں شامل کیا گیا ہے۔ جامعہ حقانیہ کے دارالافتاء سے لکھے گئے وہ جدید فتاویٰ، جو ماہنامہ "الحق" میں شائع ہوچکے تھے، مناسبت کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ ابواب میں شامل کیے گئے ہیں۔[16]

فتاویٰ حقانیہ میں جدید دور میں پیدا ہونے والے فقہی مسائل کو بھی خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ اس مجموعے میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء سے جاری کردہ جدید فتاویٰ شامل کیے گئے ہیں، جو قبل ازیں ماہنامہ "الحق" میں شائع ہو چکے تھے۔ان جدید فتاویٰ کو ان کے موضوعاتی مناسبت کے پیش نظر متعلقہ ابواب میں ضم کیا گیا ہے تاکہ مجموعے کی جامعیت اور عصری ضروریات کے ساتھ ہم آہنگی برقرار رہے۔ یہ علمی حکمت عملی اس بات کا ثبوت ہے کہ فتاویٰ حقانیہ نہ صرف روایتی فقہی علوم کا عکاس ہے بلکہ جدید مسائل کے فکری و شرعی حل میں بھی مؤثر رہنما ہے، جو قاری کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق فقہی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

فتاویٰ بنام دارالافتاء

فتاویٰ حقانیہ میں فتاویٰ کی نسبت فردی مفتیانِ کرام کے بجائے مجموعی طور پر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو دی گئی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر فتویٰ کو ایک مستند اور منظم ادارے کی علمی و تحقیقی کاوش کے طور پر پیش کیا جائے، جہاں تمام مفتیانِ کرام کا علمی تبحر، تجربہ اور تقویٰ یکساں طور پر معتبر سمجھا جاتا ہے۔ محمد اکرم کشمیری لکھتے ہیں:

---

[14] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،ج1،ص7

[15] مولانا مظہر خان تونسوی ، فتاویٰ حقانیہ کا تعارف اور منہج و اسلوب، ماہنامہ البینات،کراچی،جون2002ء،شمارہ 53،ص31

[16] ایضاً

فتاویٰ کی نسبت انفرادی مفتیان کرام کے بجائے مجموعی طور پر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو دی گئی ہے، کیونکہ تمام مفتیان کرام کا علمی تبحر اور تقویٰ معتبر ہے اور یہ فتاویٰ مشترکہ تحقیقی کاوش کا نتیجہ ہیں۔[17]

یہ فتاویٰ مشترکہ تحقیقی محنت، منہجی تحقیق اور باہمی علمی تعاون کا نتیجہ ہیں، جو فرد واحد کی رائے سے بالاتر ہو کر ایک مربوط فقہی ادارے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس طریقہ کار نے فتاویٰ حقانیہ کو نہ صرف یکجہتی اور علمی وقار بخشا بلکہ اسے ایک مستند، قابلِ اعتماد اور جامع دارالافتاء کے طور پر معتبر مقام عطا کیا ہے۔

حاشیہ کا وضاحت اسلوب

فتاویٰ حقانیہ میں حوالہ جات کی ترتیب و تنظیم میں خاصی باریک بینی اور وضاحت کے اسلوب کو اپنایا گیا ہے۔ مرکزی متن میں جو حوالہ دیا جاتا ہے، وہ مسئلہ کے جواب کے ساتھ براہِ راست شامل ہوتا ہے تاکہ قاری کو فوراً مستند دلیل نظر آئے۔ باقی حوالہ جات کو **حاشیہ** میں درج کیا جاتا ہے، جہاں ایک حوالہ مکمل عبارت کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ باقی حوالہ جات میں صرف کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر شامل کیے جاتے ہیں۔اکرم کشمیری لکھتے ہیں :

> فتاویٰ میں حوالہ جات کی ترتیب خاص دھیان سے رکھی گئی ہے: ایک حوالہ جواب کے ساتھ مرکزی متن میں شامل کیا گیا ہے جبکہ باقی حوالہ جات کو حاشیہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ حاشیہ میں ایک حوالہ مکمل عبارت کے ساتھ ہوتا ہے اور باقی حوالہ جات میں صرف کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر شامل کیے گئے ہیں تاکہ قاری کے لیے تفصیلی مطالعہ آسان ہو۔[18]

اس اسلوب کا مقصد قاری کے لیے تفصیلی اور جامع مطالعہ کو آسان بنانا ہے، تاکہ وہ چاہے تو حاشیہ میں دی گئی اضافی معلومات سے مسئلے کی گہرائی میں جا سکے۔ اس ترتیب سے نہ صرف متن کی روانی برقرار رہتی ہے بلکہ علمی حوالہ جات کا احاطہ بھی مؤثر انداز میں کیا جاتا ہے، جو فتاویٰ حقانیہ کی تحقیق اور استناد کی مضبوطی کا ایک نمایاں پہلو ہے۔

حوالہ جات کی حسنِ ترتیب

فتاویٰ حقانیہ میں حوالہ جات کی حسنِ ترتیب پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ ہر حوالہ میں کتاب کا نام، جلد نمبر، صفحہ نمبر کے ساتھ ساتھ متعلقہ باب اور فصل کا ذکر بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ قاری کو قدیم اور جدید ایڈیشنز کے اختلافات کے باوجود اصل ماخذ تک رسائی میں آسانی ہو۔محمد اکرم کشمیری لکھتے ہیں:

> حوالہ جات میں کتاب کا نام، جلد نمبر، صفحہ نمبر کے ساتھ ساتھ باب اور فصل کا بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ قدیم اور جدید ایڈیشنز کے اختلافات کے باوجود قاری اصل ماخذ کی جانب آسانی سے رجوع کر سکے۔

اس سے تحقیق اور حوالہ کی جانچ پڑتال میں بہت مدد ملتی ہے۔[19]

یہ جامع حوالہ جاتی نظام تحقیق کی صحت کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ حوالہ کی جانچ پڑتال اور تصدیق کے عمل کو بھی مؤثر بناتا ہے۔ اس سے محققین، طلباء اور مفتیان کرام کو نہ صرف فتویٰ کی سند کی پڑتال میں سہولت ملتی ہے بلکہ فقہی مواد کی گہرائی اور وسعت کو سمجھنے میں بھی مدد حاصل ہوتی ہے۔ یوں یہ ترتیب فتاویٰ حقانیہ کی علمی قابلیت اور تحقیقی معیار کا ایک اہم جزو ہے۔

عنوانات کی جامع ابواب بندی

فتاویٰ حقانیہ میں عنوانات کی جامع ابواب بندی کو خاص اہمیت دی گئی ہے تاکہ مسائل کو موضوعات کے مطابق منظم اور ترتیب وار پیش کیا جا سکے۔ ہر مسئلہ کو اس کے متعلقہ باب اور ذیلی عنوان کے تحت رکھا گیا ہے تاکہ قاری آسانی سے مطلوبہ مسئلہ تلاش کر سکے اور علمی تسلسل برقرار رہے۔

> فتاویٰ کو موضوعات کے مطابق منظم ابواب اور ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ ہر مسئلہ اپنے متعلقہ باب کے تحت بآسانی تلاش کیا جا سکے۔ اگر کہیں مسئلہ کی مناسب ابواب بندی ممکن نہ ہوئی، تو اس صورت میں ہر کتاب کے آخر میں "مسائل متفرقہ" کے عنوان سے ایک حصہ رکھا گیا ہے جس میں متعلقہ کتاب سے جڑے مختلف مسائل کو شامل کیا گیا ہے۔[20]

جہاں کہیں مسئلے کی واضح ابواب بندی ممکن نہ ہوئی، وہاں ہر کتاب کے آخر میں "مسائل متفرقہ" کے تحت ایک منفرد حصہ شامل کیا گیا ہے جس میں متعلقہ کتاب سے جڑے مختلف اور متفرق مسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس نظامِ ابواب بندی سے نہ صرف مجموعے کی علمی جامعیت میں اضافہ ہوا ہے بلکہ قاری کے لیے تحقیق، مطالعہ اور حوالہ جات کی تلاش بھی بے حد آسان ہو گئی ہے، جو فتاویٰ حقانیہ کی علمی ترتیب اور منظم اسلوب کا بہترین مظہر ہے۔

---

[17] محمد اکرم کشمیری ، فتاویٰ حقانیہ ،ماہنامہ الحسن،لاہور،شمارہ 92،ص82

[18] ایضاً

[19] محمد اکرم کشمیری ، فتاویٰ حقانیہ ،ماہنامہ الحسن،لاہور،شمارہ 92،ص82

[20] ایضاً

فتاویٰ حقانیہ کا فقہی اسلوب

لفظ''أسلوب'' علمی و ادبی دنیا میں وہ لطیف مگر بنیادی عنصر ہے جو کسی مصنف کی تحریر کو ایک مخصوص پہچان عطا کرتا ہے۔ ہر مصنف اپنی فکری ترجیحات، لسانی ذوق، اور ادبی مزاج کے تحت لکھتا ہے، اور یہی انفرادی طرزِ اظہار ''أسلوب'' کہلاتا ہے۔ صبحی ابراہیم صالح اسلوب کی تعریف میں لکھتے ہیں :

- "أسلوب أدائها, أو طريق استعمالها أو لغة أسلوب خاص في تأليف الألفاظ والتراكيب."[21]

''اسلو ب اد اء کا نام ہے یا پھر طریقہ استعمال کا نام ہے یا پھر لغت میں اسلوب اس خاصیت کو کہتے جو کسی مصنف میں اس کی تالیف کے دوران اس کے الفاظ اور اس کی ترکیب میں پائی جاتی ہے۔''

محمد سلیم نعیمی اسلوب کی اصطلاحی تعریف میں لکھتے ہیں:

- "المنهج والمسلك (راجع لين) ومجازا: أسلوب الكتابة والارتجال في الشعر والنثر."[22]

'' اسلوب مسلک یا منہج کو کہا جاتا ہے اور مجازاً یہ شعر اور نثر میں کتابت کے اصول کو کہا جاتا ہے۔''

علماءِ قاہرہ لکھتے ہیں :

- "(الأسلوب) الطَّرِيق وَيُقَال سلكت أسلوب فلَان فِي كَذَا طَرِيقَته ومذهبه وَطَرِيقَة الْكَاتِب فِي كِتَابَته والفن".[23]

''اسلوب طریقہ کو کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس نے فلاں طریقہ اپنایا یا مذہب اپنایا یا پھر کسی فن یا کتابت میں جو طریقہ اپنایا۔''

فقہِ اسلامی کے منہج و اسلوب کا ارتقاء ایک تدریجی اور فکری طور پر نہایت دقیق عمل کے طور پر سامنے آتا ہے۔ ابتدائی دور میں فقہ کا منہج نصوصِ شرعیہ (قرآن و سنت) کے براہِ راست فہم پر مبنی تھا، جہاں استنباط کا معیار الفاظ کے ظاہری معانی، ان کے اسالیبِ بیان، اور نبی کریم ﷺ کے عملی تعامل سے ماخوذ ہوتا تھا۔امام شافعی فرماتے ہیں :

- «مَنِ اسْتَنْبَطَ حُكْمًا بِغَيْرِ دَلِيلٍ مِنَ الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَقَدْ تَقَوَّلَ عَلَى اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَإِنَّمَا المَطْلُوبُ فِي الفِقْهِ تَحْقِيقُ المَعْنَى وَضَبْطُ الأُصُولِ وَالْفُرُوعِ عَلَى وَفْقِ النَّصِّ وَالإِجْمَاعِ.»[24]

''جو شخص کتاب و سنت کے بغیر کسی دلیل کے فقہی حکم کا استنباط کرے، وہ دراصل اللہ پر بغیر علم کے بات کرتا ہے۔ فقہ میں اصل مطلوب یہ ہے کہ معانی کی تحقیق کی جائے اور اصول و فروع کو نصوص اور اجماع کے مطابق منضبط رکھا جائے۔''

مذکورہ بالا تعریف اور دائرۂ کار کے تناظر میں دیکھا جائے تو فتاویٰ حقانیہ اپنی علمی ساخت، منہجی ترتیب اور اسلوبی جامعیت کے اعتبار سے فقہِ اسلامی کے اصولی اور تحقیقی معیار پر پورا اترتا ہے۔ ذیل میں اس کی امثال پیش کروں گا۔

تحقیق و تخریج

فقہی متون کی تحقیق و تخریج کسی بھی علمی منہج کا بنیادی ستون ہے، کیونکہ اس کے ذریعے مسائل کی اصل ماخذات سے نسبت اور دلائل کی صحت یقینی بنائی جاتی ہے۔ فتاویٰ حقانیہ کی تدوین میں یہ پہلو نہایت باریک بینی سے پیشِ نظر رکھا گیا۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے محقق اساتذہ و فضلاء نے نہ صرف فقہی متون کی تخریج کی بلکہ ہر فتویٰ کو اس کے اصولی و نصی پس منظر کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا۔ یہی منہجی احتیاط اس مجموعے کو فقہی امانت، علمی وثاقت اور شرعی تحقیق کا اعلیٰ نمونہ بناتی ہے۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

فتاویٰ حقانیہ کے مدونہ دفاتر سے مسائل کی تخریج و تحقیق کا ایک اہم حصہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے معزز اساتذہ و محققین نے انجام دیا ہے۔ یہ کام شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کے طلباء کو بطور تحقیقی مقالہ جات تفویض کیا گیا، جن کی نگرانی راقم الحروف کے حوالہ سے جامعہ کی جانب سے کی گئی۔ اس طرح فتاویٰ کو منظم انداز میں ترتیب اور تحقیق کے بعد پیش کیا گیا تاکہ ہر مسئلہ کی اصل سند و حوالہ مکمل اور درست ہو۔[25]

---

[21] فقه اللغة،صبحي إبراهيم الصالح،دار العلم للملايين،ص203

[22] تكملة المعاجم العربية، محمَّد سَليم النعَيمي، وزارة الثقافة والإعلام الجمهورية العراقية،ص91

[23] المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، دار الدعوة،ص441

[24] الشافعي، محمد بن إدريس. الرسالة. تحقيق: احمد محمد شاكر. قاہرہ: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، 1940، ص 512

[25] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،ج1،ص9

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے علمی منہج میں تحقیق و تخریج کا عمل فقہی جامعیت کی ایک زندہ مثال ہے۔ مذکورہ منہج میں نہ صرف فتاویٰ کے مسائل کی اصل مآخذ تک رسائی کو یقینی بنایا گیا بلکہ ہر فتویٰ کو اس کے دلائل، نصوص، فقہی ترجیحات اور معتمد کتب کے تناظر میں پیش کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ حقانیہ میں روایت و درایت، نقل و عقل اور نص و اجتہاد کا ایک متوازن امتزاج نمایاں ہے۔

اس تحقیقی و تخریجی عمل میں شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے محققین نے جس منہجی دقت اور فقہی گہرائی کا ثبوت دیا، اس سے فتاویٰ کا علمی معیار مزید بلند ہوا۔ ہر مسئلہ کی اصل کتابی و سندی بنیاد فراہم کرنے سے نہ صرف استدلال مضبوط ہوا بلکہ قاری کے لیے اعتماد و یقین کا دروازہ کھلا۔ یہ پہلو اس بات کا مظہر ہے کہ فتاویٰ حقانیہ کا منہج محض فقہی رائے تک محدود نہیں بلکہ علمی تحقیق، اصولی استدلال، اور فقہی استنباط کے منہج کو عملی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ اس جامعیت نے اسے فقہی ادب میں ایک مستند و مرجع مقام عطا کیا۔

جدید تحقیق از مقالہ نگاری

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ فتاویٰ نویسی کی روایت اگرچہ قدیم ہے، تاہم جدید علمی و تحقیقی تقاضوں نے اس میں مزید وسعت اور گہرائی پیدا کی ہے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فتاویٰ کی تدوین و تحقیق کے عمل کو مقالہ نگاری کے جدید اصولوں سے ہم آہنگ کیا۔ قدیم فتاویٰ میں اگرچہ علمی استناد اور فقہی بصیرت بدرجہ اتم موجود تھی، لیکن حوالہ جات کی تفصیل اور تحقیقی ترتیب میں وہ معیار نہیں تھا جو عصر حاضر کی علمی دنیا کا تقاضا بن چکا ہے۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> قدیم فتاویٰ میں اگرچہ علمی اقتباسات موجود تھے، تاہم اکثر حوالہ جات کی تفصیل مکمل نہیں ہوتی تھی۔ اس کمی کو دور کرنے کے لیے جامعہ نے شعبہ تخصص کو مقالہ جات کی صورت میں تفویض کیا تاکہ ہر مسئلہ کو جدید تحقیقی معیارات کے مطابق ہم آہنگ کیا جا سکے۔ اس تحقیق کا مقصد فتاویٰ کو معاصر قاری کے لیے مزید قابل فہم اور حوالہ جات کے اعتبار سے جامع بنانا تھا۔[26]

شعبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء نے اس کمی کو دور کرنے کے لیے تحقیقی مقالہ نگاری کے اصول اپنائے، جن میں ہر فتویٰ کے پس منظر، دلائل، مراجع اور ماخذات کو تفصیلاً درج کیا جانے لگا۔ اس جدید طرزِ تحقیق نے فتاویٰ حقانیہ کو محض فتووں کا مجموعہ نہیں بلکہ فقہی تحقیق کا انسائیکلوپیڈیا بنا دیا، جس میں قدیم فقہی روایات اور جدید تحقیقی معیارات کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ یوں فتاویٰ حقانیہ فقہِ اسلامی کے ارتقائی تسلسل میں ایک روشن سنگ میل ثابت ہوا۔

مقالہ نگار محققین

فتاویٰ حقانیہ کو تحقیقی مقالہ جات کی صورت میں پایہ تکمیل تک پہنچانے میں جو طلباء خاص طور پر نمایاں رہے، ان میں درج ذیل نام شامل ہیں:

مولانا محمد رباب منگلوری (سوات)

مولانا عبدالعزیزہ جہانگیروی

مولانا سجاد احمد کتوزئی (چارسدہ)[27]

فتاویٰ حقانیہ کی تدوین و تکمیل کا عمل دراصل ایک طویل علمی و تحقیقی جدوجہد کا نتیجہ ہے، جس میں اساتذۂ کرام کے ساتھ ساتھ متعدد باصلاحیت طلباء نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ ان میں بالخصوص مولانا محمد رباب منگلوری (سوات)، مولانا عبدالعزیز جہانگیروی اور مولانا سجاد احمد کتوزئی (چارسدہ) کے اسماء گرامی بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ ان فضلاء نے فقہی تحقیق، استدلال اور مراجع کی ترتیب میں غیر معمولی محنت سے کام لیا، اور ہر مسئلہ کو دلائل و نصوص کی روشنی میں اس انداز سے پیش کیا کہ وہ جدید تحقیقی معیار پر پورا اتر سکے۔ ان کی علمی کاوشوں نے نہ صرف فتاویٰ کی تحقیق کو استحکام بخشا بلکہ دارالعلوم حقانیہ کے فقہی ورثے کو دوام عطا کیا۔

عصری اسلوب نگاری کا لحاظ

فتاویٰ دارالعلوم حقانیہ کی ترتیب و تدوین میں جدید اسلوبِ نگارش کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، جس سے یہ مجموعہ محض فقہی ماہرین کے لیے نہیں بلکہ عام فہم قارئین کے لیے بھی قابلِ استفادہ بن گیا ہے۔ فتاویٰ کی یہ خصوصیت اسے محض ایک فقہی ذخیرہ نہیں بلکہ ایک علمی و دعوتی رہنمائی نامہ بناتی ہے، جس میں پیچیدہ فقہی مباحث کو واضح، سادہ اور دلائل سے مزین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> فتاویٰ دارالعلوم حقانیہ کی ترتیب و تدوین میں جدید اسلوب نگاری کا خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ یہ نہ صرف علمائے کرام بلکہ عام عوام کے لیے بھی قابل فہم ہو۔ اس اسلوب کا مقصد یہ ہے کہ مسئلہ واضح اور جامع انداز میں بیان کیا جائے، تاکہ سوال کرنے والے کو مسئلہ کا مکمل ادراک ہو اور مفتی حضرات

---

[26] ایضاً، ج1، ص10

[27] مولانا محمد ازہر ،شیخ عبد الحق حقانی کی سوانح حیات و خدمات ،ماہنام الخیر ،ملتان ،شمارہ 103،ص102

بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیچیدہ شرعی مسائل کو بھی عام فہم زبان میں بیان کیا گیا ہے، تاکہ ہر قاری کو آسانی ہو۔[28]

اس اسلوب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ فتویٰ صرف حکمِ شرعی کے بیان تک محدود نہ رہے بلکہ سائل کے ذہن میں موجود اشکالات کا بھی ازالہ کرے۔ چنانچہ مرتبین نے علمی گہرائی کو برقرار رکھتے ہوئے عبارت کو غیر ضروری طوالت سے بچایا، اصطلاحات کو تشریحی انداز میں پیش کیا، اور ہر مسئلے کے پس منظر، دلائل اور عملی پہلو کو یکجا کیا۔

یہی جامع اور واضح منہج فتاویٰ حقانیہ کو دیگر فقہی مجموعوں سے ممتاز کرتا ہے، کیونکہ اس میں نہ صرف مفتیانِ کرام کی علمی بصیرت جھلکتی ہے بلکہ عوام الناس کے فہم و ادراک کا بھی بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے۔ یوں یہ فقہی اسلوبِ نگارش علم و حکمت کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے جو عصر حاضر کے تحقیقی و دعوتی معیار پر پورا اترتا ہے۔

تعددِ حوالہ جات سے تقویت

فتاویٰ حقانیہ کی خاص خوبی متعدد حوالہ جات سے تقویت ہے، جہاں ہر مسئلے کے جواب میں صرف ایک کتاب یا ایک حوالہ پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ فقہی کتبِ معتبر سے مختلف آراء، دلائل اور نصوص نقل کیے گئے ہیں۔ اس متنوع حوالہ جاتی نظام سے مسئلہ کی فقہی صحت اور استناد کو مضبوط بنیاد ملتی ہے۔ متعدد حوالہ جات قاری کو ایک مربوط اور جامع فہم فراہم کرتے ہیں، کیونکہ وہ مختلف مکتب فکر کے دلائل، اجتہادی اختلافات اور فقہی حکمتوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ مولانا محمد ازہر لکھتے ہیں:

> فتاویٰ حقانیہ میں مسائل کے جوابات کے لیے صرف ایک کتاب یا حوالہ پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ متعدد معتبر کتب سے حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں۔ یہ طریقہ کار مسئلہ کی مستند حیثیت کو مزید تقویت دیتا ہے اور قاری کو ایک سے زیادہ مستند حوالہ جات کے ذریعے حقائق تک رسائی فراہم کرتا ہے۔ اس طرح مسئلہ کا فہم جامع اور وسیع ہو جاتا ہے۔[29]

یہ طریقہ کار نہ صرف مسئلہ کی گہرائی اور وسعت کو واضح کرتا ہے بلکہ فقہِ اسلامی کی علمی میراث کی جامعیت اور تنوع کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ یوں فتویٰ حقانیہ ایک ایسا فقہی مجموعہ بنتا ہے جو واحد نقطہ نظر کی قید سے آزاد، تحقیقی و استدلالی اعتبار سے معتبر اور علمی وسعت کا حامل ہوتا ہے، جو قاری و مفتی دونوں کے لیے رہنمائی کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

حتمی ترتیب و تشکیل

فتاویٰ حقانیہ کی حتمی ترتیب و تشکیل ایک دقیق اور منظم تحقیقی عمل کا نتیجہ ہے، جو صدوں دفاتر اور ہزاروں فوٹو کاپیوں پر مشتمل مواد کی باریک بینی سے جانچ پڑتال کے بعد ممکن ہوئی۔ اس عمل میں غیر ضروری تکرارات اور متضاد نکات کو حذف کر کے ہر مسئلے کو ایک جامع اور مرتب انداز میں پیش کیا گیا تاکہ قاری کو واضح، مربوط اور مکمل فتویٰ حاصل ہو۔ ڈاکٹر زوار حسین لکھتے ہیں:

> فتاویٰ حقانیہ کے صدوں دفاتر اور ہزاروں فوٹو کاپیوں پر مشتمل مواد میں سے غیر ضروری تکرارات کو حذف کر کے اور باریک بینی سے جانچ پڑتال کے بعد فتاوی کو ایک منظم اور جامع شکل دی گئی ہے۔ اس ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ کوئی مسئلہ دوہرا نہ ہو اور قاری کو ہر مسئلہ کا مکمل جواب مل سکے۔[30]

حتمی تدوین کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ ہر مسئلہ کا جواب منفرد اور غیر دہرایا ہوا ہو، جس سے مجموعے کی علمی صحت اور پڑھنے میں آسانی دونوں میں اضافہ ہوا۔ اس جامع و یکجا ترتیب نے فتاویٰ حقانیہ کو ایک ایسے تحقیقی ذخیرے میں تبدیل کر دیا جو نہ صرف فقہی لحاظ سے مستند ہے بلکہ علمی اور تحقیقی اعتبار سے بھی ایک معیاری ماڈل ثابت ہوتا ہے۔ یوں یہ مجموعہ عصرِ حاضر کے فقہی مسائل کے حل میں موثر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

جدید فتاویٰ کی کی اقتدا

فتاویٰ حقانیہ کی اشاعت میں جدید اردو فتاویٰ کے اسلوب اور ترتیب کو خاص طور پر مدنظر رکھا گیا ہے تاکہ یہ معاصر مسائل اور شرعی احکامات کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ رہے۔ اس جدید اندازِ پیشکش میں مسائل کو واضح، جامع اور آسان زبان میں بیان کیا گیا ہے تاکہ نہ صرف علما بلکہ عام قاری بھی ان سے بھرپور استفادہ کر سکے۔ مفتی محمد زرولی خان لکھتے ہیں:

---

[28] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،ج1،ص9

[29] مولانا محمد ازہر ،شیخ عبد الحق حقانی کی سوانح حیات و خدمات ،ماہنام الخیر ،ملتان ،شمارہ 103،ص73

[30] ڈاکٹر زوار حسین زبیری ، فتاویٰ حقانیہ کے عصری مباحثِ فقہ ،ماہنام القاسم ،ملتان،شمارہ 84، جون ،جولائی ،2010ء،ص48

فتاویٰ حقانیہ کی اشاعت میں جدید اردو فتاویٰ کی ترتیب کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس طرز میں فتاویٰ کو اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ وہ معاصر مسائل اور شرعی حکامات کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ اس سے نہ صرف فتاویٰ کا علمی معیار بلند ہوتا ہے بلکہ اسے پڑھنا اور سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔[31]

یہ ترتیب فتاویٰ کی علمی معیار کو بلند کرتی ہے کیونکہ اس میں روایتی فقہی اصولوں کو جدید تحقیق و استدلال کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، فتاویٰ کا پڑھنا اور سمجھنا بھی سہل ہو گیا ہے جو عصرِ حاضر کی علمی ضروریات کا بہترین عکس ہے۔ یوں فتاویٰ حقانیہ نہ صرف ایک مستند فقہی مجموعہ ہے بلکہ ایک ایسا علمی ماڈل بھی ہے جو جدید فتاویٰ نگاری کی راہنمائی کرتا ہے۔

جدید مسائل کے حل پر زور

فتاویٰ حقانیہ میں عصر حاضر کے جدید مسائل کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے، جو اس کی علمی وسعت اور فکری گہرائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس مجموعے میں کتاب العقائد، تفسیر، حدیث، بدعات و رسومات جیسے بنیادی اور اہم موضوعات کو مقدمات کی صورت میں شامل کیا گیا ہے تاکہ قاری کو شرعی اصولوں کی جامع اور مستند وضاحت میسر آئے۔ اس پیشگی بنیاد کے بعد فقہی مسائل کی تشریح و توضیح نہایت آسان اور مربوط انداز میں کی گئی ہے۔ ڈاکٹر زوار حسین لکھتے ہیں:

> فتاویٰ حقانیہ میں عصر حاضر کے مسائل کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ کتاب العقائد، تفسیر، حدیث، بدعات و رسومات جیسے موضوعات کو مقدمات کی حیثیت سے رکھا گیا ہے تاکہ بنیادی اصولوں کی وضاحت کے بعد فقہی مسائل کو سمجھنا آسان ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ نہ صرف قدیم علوم میں مہارت رکھتی ہے بلکہ جدید دور کی پیچیدگیوں سے بھی باخبر ہے۔[32]

یہ ترتیب ظاہر کرتی ہے کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ نہ صرف کلاسیکی علومِ شرعیہ میں مہارت رکھتی ہے بلکہ جدید دور کے پیچیدہ مسائل، فکری چیلنجز اور معاشرتی تبدیلیوں سے بھی بخوبی آگاہ ہے۔ اس علمی حکمت عملی سے فتاویٰ حقانیہ ایک متحرک، عصری اور مستند فقہی مرجع کے طور پر اپنی پہچان رکھتا ہے، جو نئی نسل کے لیے فقہ و شریعت کی رہنمائی کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

جامع و مانع جواب

فتاویٰ حقانیہ میں جوابات کو مختصر مگر جامع و مانع انداز میں پیش کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر جواب میں وہ تمام بنیادی نکات شامل کیے گئے ہیں جو مسئلہ کی مکمل وضاحت اور شرعی حیثیت کے لیے ناگزیر ہیں، لیکن غیر ضروری لمبائی اور پیچیدگی سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس اسلوب کی بدولت قاری نہ صرف مسئلہ کو جلدی سمجھ پاتا ہے بلکہ علمی گہرائی اور فقہی شمولیت کا بھی پورا ادراک حاصل کرتا ہے۔ مولانا مظہر خان تونسوی لکھتے ہیں:

> فتاویٰ حقانیہ میں جوابات مختصر مگر جامع اور مانع انداز میں دیے گئے ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جواب میں وہ تمام نکات شامل ہوں جو مسئلہ کی وضاحت کے لیے ضروری ہیں، لیکن الفاظ کی غیر ضروری لمبائی سے گریز کیا گیا ہے۔ اس طرح قاری کو جلدی اور مؤثر طریقے سے مسئلہ سمجھ آ جاتا ہے۔[33]

یہ جامع و مانع طریقہ فتاویٰ حقانیہ کو دیگر فقہی مجموعوں سے ممتاز کرتا ہے کیونکہ اس میں معلومات کی فراہمی موثر اور بلاشبہ ہوتی ہے، جو طلباء، مفتیانِ کرام اور عام عوام کے لیے ایک آسان اور قابلِ اعتماد رہنما بناتی ہے۔ یوں فتاویٰ حقانیہ کا یہ اسلوب علمی وضاحت اور اختصار کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔

منظم ترتیب

فتاویٰ حقانیہ کی منظم ترتیب میں غیر ضروری تمہیدی کلمات اور بار بار دہرائے جانے والے جملوں کو باقاعدہ حذف کر کے مواد کو زیادہ جامع اور مؤثر بنایا گیا ہے۔ اس علمی احتیاط سے نہ صرف مجموعے کی طوالت میں نمایاں کمی آئی بلکہ قاری کے لیے مسئلہ کو جلد اور آسانی سے سمجھنا بھی ممکن ہو گیا۔ ڈاکٹر زوار حسین لکھتے ہیں:

> فتاویٰ حقانیہ کی تدوین میں غیر ضروری تمہیدی کلمات اور بار بار دہرائے جانے والے جملوں کو اکثر مقامات سے خارج کر دیا گیا ہے تاکہ مواد زیادہ جامع اور مفید ہو۔ اس سے نہ صرف متن کی طوالت میں کمی آئی بلکہ قاری کے لیے مسئلہ کو جلدی سمجھنا بھی آسان ہوا۔ ہر جلد کے ساتھ تفصیلی فہرست فراہم کی گئی ہے جس کی مدد سے قاری مسائل کی تخریج اور تلاش میں سہولت محسوس کرتا ہے۔[34]

---

[31] مفتی محمد زرولی خان ،دار االعلوم اکوڑہ خٹک کی علمی خدمات و اثرات، ماہنامہ الحسن،لاہور،شمارہ 97، اگست 2009ء،ص63

[32] ڈاکٹر زوار حسین زبیری ، فتاویٰ حقانیہ کے عصری مباحثِ فقہ ،ص48

[33] مولانا مظہر خان تونسوی ، فتاویٰ حقانیہ کا تعارف اور منہج و اسلوب، ص31

[34] ڈاکٹر زوار حسین زبیری ، فتاویٰ حقانیہ کے عصری مباحثِ فقہ ، ص48

علاوہ ازیں، ہر جلد کے ساتھ مفصل فہرستِ مضامین فراہم کی گئی ہے، جو قاری کو مسائل کی تخریج، حوالہ جات کی تلاش اور موضوعات کی شناخت میں سہولت فراہم کرتی ہے۔ اس منظم ترتیب نے فتاویٰ حقانیہ کو ایک ایسا مرتب و مربوط علمی ذخیرہ بنا دیا ہے جو پڑھنے، تحقیق کرنے اور فقہی استدلال میں آسانی کا ذریعہ ہے، اور عصرِ حاضر کے قارئین کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

مضبوط استنادی حیثیت

فتاویٰ حقانیہ میں ہر فتویٰ کے ساتھ اس کی مستند اور دقیق استناد فراہم کی گئی ہے، جہاں عموماً دو سے تین معتبر حوالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مسئلہ کی شرعی حیثیت کو مضبوط اور واضح طور پر پیش کیا جا سکے۔ اس استنادی نظام سے قاری کو فتویٰ کی دینی صحت اور فقہی صداقت کا یقین ہوتا ہے، جو علمی تحقیق اور فہم و استدلال میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ مفتی محمد زرولی خان لکھتے ہیں:

> ہر فتویٰ کے ساتھ اس کا مستند حوالہ فراہم کیا گیا ہے، اور عموماً دو سے تین حوالہ جات کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ مسئلہ کی شرعی حیثیت کو مضبوطی سے واضح کیا جا سکے۔ تاہم، فتاویٰ میں مفتی کا نام عام طور پر شامل نہیں کیا گیا کیونکہ کچھ فتاویٰ ایسے بھی تھے جن میں مفتی کا نام نہیں ملتا۔ اس کا مقصد فتاویٰ کو مجموعی طور پر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف منسوب کرنا ہے۔[35]

اگرچہ بعض فتاویٰ میں مفتی کا نام شامل نہیں کیا گیا، لیکن یہ عمدہ تدبیر اس لیے اختیار کی گئی کہ تمام فتاویٰ کو ایک مربوط اور منسجم علمی مجموعے کے طور پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی دائرہ کار میں رکھا جا سکے۔ اس طریقہ کار سے فتاویٰ حقانیہ کا وقار اور مستند حیثیت مزید مستحکم ہوئی اور اسے ایک قابلِ اعتماد اور مستند دارالافتاء کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

جدید مسائل کی عملی مثالیں

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> مثلاً کتاب الجہاد میں "سی ٹی بی ٹی (Comprehensive Test Ban Treaty) کی شرعی حیثیت"، کتاب البیوع میں "ٹیلیفون کے ذریعے عقدِ بیع کا حکم"، "ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت کا حکم"، "انعامی بانڈز کی خرید و فروخت کا حکم"، "الکمپل (Computer/Online Trade) کی تجارت کا حکم", کتاب الصوم میں "ہلال کمیٹی کی موجودگی میں کسی عالمِ دین کے اعلانِ رؤیت کا حکم", اور کتاب الصلوٰۃ میں "کرفیو کی وجہ سے نماز میں قصر و اتمام کا حکم" جیسے معاصر مسائل کے جوابات دیے گئے ہیں۔[36]

غرض یہ کہ اس مجموعے میں عصرِ حاضر کے بے شمار فقہی استفسارات کا جامع حل فراہم کیا گیا ہے۔ فتاویٰ حقانیہ میں جدید مسائل کی عملی مثالیں واضح طور پر نظر آتی ہیں، جو اس مجموعے کی عصری ضرورتوں کے ساتھ مطابقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ مثلاً:

- کتاب الجہاد میں "سی ٹی بی ٹی (Comprehensive Test Ban Treaty)" کی شرعی حیثیت کا فتویٰ، جو بین الاقوامی معاہدوں اور دفاعی پالیسیوں کے فقہی پہلوؤں کو واضح کرتا ہے۔
- کتاب البیوع میں "ٹیلیفون کے ذریعے عقدِ بیع کا حکم"، "ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت کا حکم"، "انعامی بانڈز کی خرید و فروخت کا حکم"، اور "الکمپل (Computer/Online Trade)" کی تجارت کے مسائل، جو جدید تجارتی رجحانات اور ٹیکنالوجی کے تناظر میں فقہی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔
- کتاب الصوم میں "ہلال کمیٹی کی موجودگی میں کسی عالمِ دین کے اعلانِ رؤیت کا حکم"، جو اسلامی مہینے کی تعیین اور روزے کے آغاز کے حوالے سے جدید فقہی مسئلہ کو حل کرتا ہے۔
- کتاب الصلوٰۃ میں "کرفیو کی وجہ سے نماز میں قصر و اتمام کا حکم"، جو حالاتِ خاص میں نماز کے قواعد کی وضاحت کرتا ہے۔

یہ مثالیں فتاویٰ حقانیہ کی علمی وسعت اور جدید دور کے پیچیدہ مسائل پر فقیہانہ بصیرت کا بہترین مظہر ہیں، جو قاری کو نہ صرف شرعی احکام بلکہ جدید زندگی کی مشکلات میں بھی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

علمی و تحقیقی قدر و منزلت

فتاویٰ حقانیہ اردو فتاویٰ کے علمی ذخیرے میں ایک بے مثال اور گراں قدر اضافہ ہے۔ اس جامع مجموعے نے نہ صرف فقہی مسائل کی تحقیق و تنقید کو نئے معیار دیے ہیں بلکہ عوام و خواص دونوں کے لیے ایک معتبر رہنما بھی فراہم کیا ہے۔ خاص طور پر دارالافتاء کے مفتیانِ کرام اور تخصص کے طلبہ کے لیے یہ مجموعہ علمی و تحقیقی حوالوں سے نہایت مفید ثابت ہوگا، کیونکہ اس میں مسائل کی مدلل تشریح، مستند حوالہ جات، اور جدید و روایتی مسائل کی یکجا پیش کش کی گئی ہے۔مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

---

[35] مفتی محمد زرولی خان ،دار االعلوم اکوڑہ خٹک کی علمی خدمات و اثرات،ص36

[36] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،ج1،ص6

فتاویٰ حقانیہ اردو فتاویٰ کے ذخیرے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ امید ہے کہ اس علمی سرمائے سے عوام و خواص، دونوں، بھرپور استفادہ کریں گے، خصوصاً دارالافتاء کے مفتیانِ کرام اور تخصص کے طلبہ کے لیے یہ مجموعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔[37]

اس علمی سرمایہ سے بھرپور استفادہ کر کے فقہ و شریعت کی خدمت میں ایک نیا دور روشن ہو سکتا ہے، جو علمی ورثے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کے مسائل کے حل میں بھی معاون ثابت ہوگا۔ یوں فتاویٰ حقانیہ نے اردو زبان میں فقہی ادب کو ایک نئی بلندی عطا کی ہے۔

خلاصہ تحقیق

فتاویٰ حقانیہ برصغیر کی فقہی روایت میں ایک نمایاں اور وقیع علمی کارنامہ ہے، جو نہ صرف فقہِ حنفی کے مستند ذخیرے کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ افتاء کے فکری منہج، تحقیقی اسلوب اور عصری شعور کا بھی آئینہ دار ہے۔ اس مجموعۂ فتاویٰ کا فقہی امتیاز اس کی اساسی وابستگی بالکتاب والسنۃ، آثارِ صحابہؓ، تعاملِ امت اور فقہاءِ احناف کے اصولی مسلک سے جڑا ہوا ہے، جسے مرتبین نے نہایت توازن، احتیاط اور علمی دیانت کے ساتھ بروئے کار لایا ہے۔فتاویٰ حقانیہ کا سب سے نمایاں فقہی وصف یہ ہے کہ اس میں نصوصِ شرعیہ کی بالادستی کو بنیادی اصول کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ ہر فتویٰ قرآنِ کریم، سنتِ نبوی ﷺ، اجماع اور قیاس کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے، اور جہاں براہِ راست نص دستیاب نہ ہو وہاں فقہِ حنفی کے مسلمہ اصولوں، قواعدِ کلیہ اور فروعی نظائر سے استدلال کیا گیا ہے۔ اس منہج میں نہ افراط ہے نہ تفریط، بلکہ اعتدال اور وسطیت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔مرتبین کے فکری منہج کی دوسری بڑی خصوصیت اکابرِ دیوبند کی فقہی روایت سے مضبوط ربط ہے۔ فتاویٰ حقانیہ میں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم کراچی اور دیگر معتبر علمی مراکز کے فقہی مزاج کی جھلک واضح ہے۔ فتاویٰ کی تعبیر میں امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، علامہ کاسانیؒ، ابن ہمامؒ، شامیؒ اور دیگر متقدمین و متاخرین احناف کی آراء کو بنیاد بنایا گیا ہے، جس سے یہ مجموعہ فقہی تسلسل اور علمی روایت کا امین بن جاتا ہے۔

مصادر و مراجع

تقی عثمانی، مولانا۔ فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات، مکتوب بنام سمیع الحق. اکوڑہ خٹک: دار العلوم حقانیہ، ۲۰۰۰۔

زوار حسین زبیری، ڈاکٹر۔ "فتاویٰ حقانیہ کے عصری مباحث فقہ"، ماہنامہ القاسم، ملتان، شمارہ 84، جون-جولائی ۲۰۱۰۔

سلیم اللہ خان، شیخ الحدیث۔ شیخ عبد الحق حقانی کی حیات و خدمات. لاہور: دار العلوم حقانیہ، ۱۹۹۵۔

شگفتہ جبین، ڈاکٹر۔ نعمة الباری کا منہج و اسلوب. لاہور: دارالاسلام، ۲۰۰۵۔

صبحي إبراهيم الصالح۔ فقه اللغة. دار العلم للملايين، ۱۹۹۰۔

مجمع اللغة العربية بالقاهرة۔ المعجم الوسيط. القاهرة: دار الدعوة، ۱۹۸۵۔

محمد ازہر، مولانا۔ "شیخ عبد الحق حقانی کی سوانح حیات و خدمات"، ماہنامہ الخیر، ملتان، شمارہ 103، ۲۰۰۶۔

محمد اکرم کشمیری۔ "فتاویٰ حقانیہ"، ماہنامہ الحسن، لاہور، شمارہ 92، ۲۰۰۳۔

محمد اکرم کشمیری۔ دارالعلوم حقانیہ: علمی تاریخ اور خدمات. لاہور: ادارہ حقائق، ۱۹۹۸۔

محمد بن إدريس الشافعی۔ الرسالة. تحقيق: احمد محمد شاكر۔ القاهرة: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۴۰۔

محمد سليم النعيمي۔ تكملة المعاجم العربية. وزارة الثقافة والإعلام، الجمهورية العراقية، ۱۹۹۸۔

مظہر خان تونسوی، مولانا۔ "فتاویٰ حقانیہ کا تعارف اور منہج و اسلوب"، ماہنامہ البینات، کراچی، شمارہ 53، جون ۲۰۰۲۔

مفتی محمد زرولی خان۔ "دارالعلوم اکوڑہ خٹک کی علمی خدمات و اثرات"، ماہنامہ الحسن، لاہور، شمارہ 97، اگست ۲۰۰۹۔

[37] مولانا تقی عثمانی،فتاویٰ حقانیہ کی جامعیت و اثرات،مکتوب بنام سمیع الحق، فتاویٰ حقانیہ،ج1،ص6